عشرہ ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل و مسائل

اکابر کی مستند کتب سے آسان زبان میں

ماہِ مبارک ذُوالحجہ کے فضائل اور اہم مسائل کا مجموعہ

جمع و ترتیب:

مفتی خالد محمود طاہر

نگران شعبۂ تعلیم جامعہ عائشۃ الرسول و اُستاذ جامعہ محمودیہ

سیٹلائٹ ٹاؤن، سمندری روڈ، فیصل آباد

0308-4280592

پیشکش:

شعبہ تصنیف و تالیف جامعہ محمودیہ

سیٹلائٹ ٹاؤن، فیصل آباد

فہرست

ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کون سا صدقہ ثواب کے اعتبار سے بڑھا ہوا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا یہ کہ تو صدقہ ایسی حالت میں کرے کہ تندرست ہو، مال کی حرص دِل میں ہو، اپنے فقیر ہو جانے کا ڈر ہو، اپنے مالدار ہونے کی تمنا ہو، اور صدقہ کرنے کو اس وقت تک مؤخر نہ کر، کہ رُوح حلق تک پہنچ جائے یعنی مرنے کا وقت قریب آجائے تو تو یوں کہے کہ اتنا مال فلاں (مسجد) کا اور اتنا مال فلاں (مدرسہ) کا، حالانکہ اَب مال فلاں (وارث) کا ہو گیا۔ (مشکوٰۃ)

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

فضیلت عشرۂ ذُوالحجہ

"اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے عشرۂ ذُوالحجہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں۔ ان میں ایک دِن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ایک رات کی عبادت شبِ قدر کی عبادت کے برابر ہے"۔

(ترمذی، ابن ماجہ)

فضیلت یومِ عرفہ

"یومِ عرفہ یعنی 9/ ذُوالحجہ کا روزہ رکھنا ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کا کفارہ ہے"۔

(ترمذی: ۱/۱۵۸، مسلم: ۱/۳۶۸)

فضیلت قربانی

اپنی صاحبزادی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا کہ: "تم اپنی قربانی ذبح کرتے وقت موجود رہو، کیونکہ پہلا قطرہ خون گرنے سے پہلے انسان کی مغفرت ہو جاتی ہے"۔

(الترغیب والترہیب: ۲/۱۵۴)

قربانی نہ کرنے پر وعید

"جو شخص گنجائش کے باوجود قربانی نہ کرے، تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے"۔

(مسند احمد، ابن ماجہ: ۲۲۶، الترغیب والترہیب: ۲/۱۰۳)

عشرۂ ذُوالحجہ

ماہِ ذُوالحجہ کی دو خصوصی عبادتیں:
❶ حج ❷ قربانی

عشرۂ ذُوالحجہ کی فضیلت واہمیت:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالْفَجْرِ ○ وَ لَيَالٍ عَشْرٍ ○ وَّ الشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ○ (سورۃ الفجر:۱-۳)

’’قسم ہے فجر کے وقت کی، اور دس راتوں کی، اور جفت کی اور طاق کی‘‘۔

فجر کا وقت دُنیا کی ہر چیز میں ایک نیا انقلاب لے کر نمودار ہوتا ہے، اس لیے اُس کی قسم کھائی گئی ہے۔ بعض مفسرین نے اس آیت میں خاص دس ذُوالحجہ کی صبح مراد لی ہے۔ اور دس راتوں سے مراد ذُوالحجہ کے مہینے کی پہلی دس راتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے خصوصی تقدس عطا فرمایا ہے، اور اس میں عبادت کا بہت ثواب ہے۔ جفت سے مراد 10/ ذُوالحجہ کا دِن اور طاق سے مراد عرفے کا دِن ہے جو 9/ ذُوالحجہ کو آتا ہے۔ ان ایام کی قسم کھانے سے ان کی اہمیت اور فضیلت کی طرف اشارہ ہے۔ (توضیح القرآن المعروف بہ آسان ترجمہ قرآن:۱۹۲۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دوسرے ایام کا کوئی عمل عشرۂ ذُوالحجہ (یکم ذُوالحجہ سے دس ذُوالحجہ تک) کے دوران کیے جانے والے نیک عمل سے بڑھ کر پسندیدہ نہیں (یعنی عشرۂ ذُوالحجہ فضیلت میں دیگر سب ایام میں سب سے آگے ہے)۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا یہ جہاد فی سبیل اللہ سے بھی بڑھ کر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ سے بھی بڑھ کر ہے، ہاں! جس شخص نے اللہ کی راہ میں نکل کر اپنی جان اور اپنے مال کو ہلاکت اور خطرے کی جگہ ڈال دیا پھر ان میں سے کوئی چیز بھی واپس لے کر نہ آیا (سب کچھ اللہ کے راستے میں قربان کردیا) بے شک یہ سب سے بڑھ کر ہے۔ (صحیح بخاری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے عشرۂ ذُوالحجہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں۔ ان میں ایک دِن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ایک رات کی عبادت شبِ قدر کی عبادت کے برابر ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

عرفہ کے دِن کی فضیلت کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’یومِ عرفہ یعنی 9/ ذُوالحجہ کا روزہ رکھنا ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کا کفارہ ہے‘‘۔ (ترمذی:۱/۱۵۸، مسلم:۱/۳۶۸)

اہم تنبیہ: احادیث فضائل میں جہاں بھی کسی نیک عمل سے گناہوں کے معاف ہونے کا ذکر ہے ان سے صغیرہ گناہ مراد ہیں، کبیرہ گناہ بغیر توبہ وندامت کے کسی عمل سے معاف نہیں ہوتے، مگر صغیرہ گناہوں کی معافی بھی کوئی معمولی نعمت نہیں۔

علماء نے فرمایا ہے کہ بقر عید کے دس دِن رَمضان کے آخری دس دِن سے افضل ہیں، اور رَمضان کی آخری دس راتیں بقر عید کی اوّل کی دس راتوں سے افضل ہیں۔ مطلب ہے کہ خواہ رمضان کا آخری عشرہ ہو خواہ ذُوالحجہ کے اوّل کے دس دِن، ان سب میں بہت زیادہ عبادت کی جائے، راتوں اور دِنوں کی فضیلت تو اسی طرح ہے جیسے ابھی بیان ہوئی لیکن عبادت رات دِن کرنی چاہیے کیونکہ ان دونوں عشروں کی ہر گھڑی مبارک ہے۔

اِن راتوں میں اللہ کی عبادت کیجیے اور گناہوں سے بچنے کی کوشش کیجیے۔

عید کی رات میں عبادت کی فضیلت:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے عیدین (عید الفطر و عید الاضحیٰ) کی راتوں کو ثواب کا یقین رکھتے ہوئے عبادت کی، تو اس کا دِل اس (قیامت کے ہولناک) دِن نہ مَرے گا جس دِن لوگوں کے دِل (خوف وہراس اور گھبراہٹ کی وجہ سے) مُردہ ہوجائیں گے''۔ (رواہ ابن ماجہ، الترغیب والترہیب: ۱۵۲/۲)

یعنی فتنہ فساد کے وقت جب لوگوں کے قلوب پر مردنی چھاتی ہے اس کا دِل زندہ رہے گا، ممکن ہے کہ صور پھونکے جانے کا دِن مراد ہو کہ اس کی رُوح بے ہوش نہ ہوگی۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ: ''جو شخص پانچ راتوں میں (عبادت کے لیے) جاگے، اس کے واسطے جنت واجب ہوجائے گی:

1. لیلۃ الترویۃ (8/ ذُوالحجہ کی رات)
2. لیلۃ العرفہ (9/ ذُوالحجہ کی رات)
3. لیلۃ النحر (10/ ذُوالحجہ کی رات)
4. عید الفطر کی رات
5. شبِ برأت (15/ شعبان کی رات)۔ (الترغیب والترہیب: ۱۵۲/۲)

لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ اس رات میں اللہ کی عبادت میں مشغول رہے، ذکر، تلاوت، تسبیحات اور استغفار کا اہتمام کرے، ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی کوشش کرے، اگر زیادہ عبادت کا موقع نہ ملے تو مغرب، عشاء اور فجر کی نماز اپنے اپنے وقت پر پڑھے اور درمیان میں کوئی گناہ نہ کرے۔

قربانی

قربانی ایک اہم و مستقل واجب عبادت اور شعائرِ اسلام میں سے ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ . (سورۃ الحج:۳۴)

''اور ہم نے ہر اُمت کے لیے قربانی اس غرض کے لیے مقرر کی ہے کہ وہ اُن مویشیوں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے اُنہیں عطا فرمائے ہیں''۔

امام ابن کثیر وامام رازی رحمہما اللہ تعالیٰ وغیرہ مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں تصریح فرمائی ہے کہ خون بہا کر جانوروں کی قربانی کا دستور کسی نہ کسی انداز میں شروع دِن سے ہی تمام اَدیان و مذاہب میں چلا آ رہا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر:۳/۲۲۷، تفسیر کبیر:۳/۳۴)

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ . (سورۃ الکوثر:۲)

''لہٰذا تم اپنے پروردگار (کی خوشنودی) کے لیے نماز پڑھو، اور قربانی کرو''۔

قربانی سنتِ ابراہیمی ہے:

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں۔ نبیوں کا خواب سچا ہوتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے تھا۔ اس لیے اُنھوں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ میں نے ایسا خواب دیکھا ہے، تمہاری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے جواب دیا:

يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ .

''اَبا جان! آپ کو جو حکم ہوا ہے اس پر عمل کر لیجیے آپ مجھے ان شاء اللہ صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے''۔ (سورۃ الصفات:۱۰۲)

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کو مکہ مکرمہ سے لے کر چلے اور منیٰ میں جا کر ذبح کرنے کی نیت سے ایک چھری ساتھ لی (منیٰ مکہ معظّمہ سے تین میل دُور دو پہاڑوں کے درمیان ایک بہت بڑا میدان ہے)۔ جب منیٰ میں داخل ہونے لگے، تو ان کے بیٹے کو شیطان بہکانے لگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پتہ چلا تو شیطان کو اللہ اکبر کہہ کر سات کنکریاں ماریں، جس کی وجہ سے وہ زمین

میں دھنس گیا۔ دونوں باپ بیٹا آگے بڑھے، تو زمین نے شیطان کو چھوڑ دیا، کچھ دُور جا کر شیطان پھر بہکانے لگا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر اسے اللہ اکبر کہہ کر سات کنکریاں ماریں، وہ پھر زمین میں دھنس گیا۔ یہ دونوں آگے بڑھے، تو پھر زمین نے اس کو چھوڑ دیا، وہ پھر آ کر ورغلانے لگا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر اسے اللہ اکبر کہہ کر سات کنکریاں ماریں، پھر وہ زمین میں دھنس گیا اور اسکے بعد آگے بڑھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا، اَبھی ذبح کرنے نہ پائے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ندا (آواز) آئی:

یٰۤاِبْرٰهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا .

''اے ابراہیم! تم نے اپنا خواب سچ کر دِیا''۔ (سورۃ الصفات:۱۰۴،۱۰۵)

پھر اللہ پاک نے ایک مینڈھا بھیجا جسے اپنے بیٹے کی جانب سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کر دیا۔ ذبح تو کیا مینڈھا اور ثواب مل گیا بیٹے کی قربانی کا۔ کیونکہ دونوں باپ بیٹے اپنے دِل و جان سے اس کام کے انجام دینے کو طے کر چکے تھے جس کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے حکم ہوا تھا، باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا اور بیٹا ذبح ہونے کے لیے بخوشی لیٹ گیا، دونوں نے اپنی جانب سے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں نیت دیکھی جاتی ہے، اپنی نیت میں یہ دونوں سچے تھے، جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ . (سورۃ الصافات:۱۰۳)

یہ واقعہ قربانی کی ابتداء ہے اور حج کے موقع پر جو کنکریاں ماری جاتی ہیں ان کی ابتداء بھی اسی واقعہ سے ہوئی ہے۔ ان میں تین جگہوں میں کنکریاں مارتے ہیں جہاں شیطان زمین میں دھنس گیا تھا، اب اس جگہ کی نشاندہی کے لیے پتھر کے مینار بنا دیے گئے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے جانوروں کی قربانی کرنا عبادت میں شمار ہو گیا۔

جانور ذبح کر کے قربانی دینے کے حکم میں یہی حکمت پوشیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں تمام خواہشاتِ نفسانیہ کو ایک ایک کر کے ذبح کرو۔ اگر کوئی شخص جانور کی قربانی تو بڑے شوق سے کرتا ہے مگر خواہش نفس اور گناہوں کو نہیں چھوڑتا، نہ اس کی فکر کرتا ہے تو اگرچہ واجب تو اس کے ذمہ سے اُتر گیا، مگر قربانی کی حقیقت و رُوح سے محروم رہا۔ اس لیے قربانی کی ظاہری صورت کے ساتھ ساتھ اس کی حقیقت کو حاصل کرنے کا عزم، کوشش اور دُعاء بھی جاری رہنا چاہیے۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف ایک جانور کی قربانی نہیں کی، بلکہ پوری زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری میں گزارا، جو حکم بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا فوراً تعمیل کی۔ جان، مال، ماں باپ، وطن ومکان، لختِ جگر غرض سب کچھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں قربان فرمایا۔ ہمیں بھی اپنے اندر یہی جذبہ پیدا کرنا چاہیے کہ دین کا جو تقاضا بھی سامنے آئے اور اللہ تعالیٰ کا جو حکم بھی سامنے آئے اس پر عمل کریں گے۔

ذُوالحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد قربانی کرنے تک ناخن، سَر کے بال، مونچھیں، بغل اور زیرِ ناف بال نہ کاٹنا مستحب ہے۔ (ابن ماجہ: ۲۲۷، مسلم: ۲/۱۶۰)

قربانی کی فضیلت:

قربانی کی فضیلت کے بارے میں متعدد احادیث ہیں جن میں سے چند کا ترجمہ پیشِ خدمت ہے:

✿ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمایا اور ہر سال پابندی سے قربانی فرماتے رہے۔ (ترمذی: ۱/۱۸۲، مشکوٰۃ: ۱۲۹)

ف: جس عمل کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لگاتار کیا اور کسی سال بھی نہ چھوڑا ہو، تو یہ اس عمل کے واجب ہونے کی دلیل ہے، علاوہ ازیں خود قرآن میں بعض آیات سے بھی قربانی کا وجوب ثابت ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پابندی سے قربانی کرنے اور اس کے لیے تاکید فرمانے کی وجہ سے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ وسعت پر قربانی کو واجب کہا ہے، اور فرمایا ہے کہ ہر صاحبِ نصاب پر قربانی واجب ہے۔ (واجب کا درجہ فرض کے قریب ہے بلکہ عمل میں فرض کے برابر ہے)۔

✿ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی نزدیک قربانی کے دِن بندوں کے تمام اعمال میں پسندیدہ ترین عمل جانور کا خون بہانا ہے اور بندہ قیامت کے دِن اپنی قربانی کے سینگوں، کھروں اور بالوں سمیت حاضر ہوگا (یعنی یہ حقیر اشیاء بھی اپنے وزن اور تعداد کے اعتبار سے ثواب میں اضافہ در اضافہ ہونے کا سبب بنیں گی) اور قربانی کا خون زمین پر گِرنے سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شرفِ قبول حاصل کر لیتا ہے، لہٰذا تمہیں چاہیے کہ خوش دِلی سے قربانی کرو۔ (ابن ماجہ: ۲۲۶، ترمذی: ۱/۱۸۰، مشکوٰۃ: ۱۲۸)

✿ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا

کہ: ''تم اپنی قربانی ذبح کرتے وقت موجود رہو، کیونکہ پہلا قطرہ خون گرنے سے پہلے انسان کی مغفرت ہو جاتی ہے''۔ (الترغیب والترہیب:۲/۱۵۴)

✿ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ: یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قربانی تمہارے (رُوحانی اور نسبی) باپ ابراہیم (علیہ السلام) کی سنت ہے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا: ہمارے لیے اس میں کیا ثواب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (قربانی کے جانور کے ہر) ایک بال کے عوض ایک نیکی ہے۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! تو کیا اُون کا بھی (جس کے بال بہت ہوتے ہیں)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ہاں!) اس کے ایک ایک بال کے عوض بھی ایک نیکی ہے۔

(ابن ماجہ:۲۲۶، مشکوٰۃ:۱۲۸، مسند احمد)

✿ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی نہ کرنے والوں پر وعید ارشاد فرمائی، حدیث پاک میں بہت سی وعیدیں ملتی ہیں مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص گنجائش کے باوجود قربانی نہ کرے، تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے''۔

(مسند احمد، ابن ماجہ:۲۲۶، الترغیب والترہیب:۲/۱۰۳)

تکبیراتِ تشریق کا حکم:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ. (درمختار)

عرفہ کے دِن یعنی 9/ذُوالحجہ کی فجر سے 13/ذُوالحجہ کی عصر تک کل 23 نمازیں ہوتی ہیں جن کے بعد تکبیر تشریق کہنا واجب ہے، ان پانچ دِنوں کو ''ایامِ تشریق'' کہتے ہیں۔ (ایضاً)

ہر فرض نماز کے بعد مَرد کے لیے متوسط بلند آواز سے ایک مرتبہ تکبیر پڑھنا واجب ہے، البتہ عورت بلند آواز سے تکبیر نہ پڑھے، بلکہ آہستہ پڑھے۔ بہت سے لوگ اس میں غفلت کرتے ہیں، پڑھتے ہی نہیں یا آہستہ آواز سے پڑھ لیتے ہیں۔ اور بہت سے لوگ تین بار پڑھنے کو ضروری سمجھتے ہیں، یہ غلط ہے۔ صحیح قول کے مطابق ایک سے زیادہ مرتبہ کہنا خلافِ سنت ہے۔ (درمختار، شامی:۲/۱۷۶، تقریرات رافعی مع الشامیہ:۲/۱۱۶، فتاویٰ دارالعلوم مدلل)

مفتی بہ قول کے مطابق مذکورہ تاریخوں میں تکبیراتِ تشریق کا پڑھنا جماعت سے نماز پڑھنے والے اور تنہا نماز پڑھنے والے، شہری اور دیہاتی، مقیم اور مسافر، مرد اور عورت سب پر واجب ہے۔

تکبیر تشریق بھول جانے کا حکم:

تکبیر تشریق ہر فرض نماز کے سلام کے بعد فوراً کہنی چاہیے۔ بھول جانے کی صورت میں اگر نماز کے منافی کوئی کام نہیں کیا، تو یاد آنے پر تکبیرات کہہ دینی چاہئیں۔ اور اگر جان بوجھ کر نماز کے منافی کوئی کام کرلیا مثلاً قہقہہ مار کر ہنس پڑے یا کوئی بات کرلے خواہ جان بوجھ کر یا بھول کر یا مسجد سے چلا جائے یا میدان میں نماز پڑھی اور صفوں سے باہر نکل گیا، تو پھر تکبیر تشریق نہ کہنی چاہیے کہ اب کہنے سے واجب اَدا نہیں ہوگا اور اس کی قضاء بھی نہیں ہے۔ ہاں! توبہ واستغفار کرنے سے تکبیر تشریق چھوڑنے کا گناہ معاف ہوجائے گا، لہٰذا توبہ کرلے اور آئندہ خیال رکھے۔ البتہ اگر کسی شخص کا وضو نماز کے بعد فوراً ٹوٹ جائے، تو بہتر یہ ہے کہ اسی حالت میں فوراً تکبیر کہہ لے، اور اگر وضو کر کے کہے تب بھی کہہ لینا جائز ہے۔ (علم الفقہ وفتاویٰ دارالعلوم مدلل)

- اگر کسی نماز کے بعد امام تکبیر تشریق کہنا بھول جائے، تو مقتدیوں کو چاہیے کہ فوراً تکبیر کہہ دیں، یہ انتظار نہ کریں کہ جب امام کہے تب وہ بھی کہیں۔ (درمختار)
- عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد بھی تکبیر کہہ لینا بعض کے نزدیک واجب ہے۔ (درمختار ورد البحر)
- ایامِ تشریق کی کوئی فوت شدہ نماز اسی سال ایامِ تشریق میں قضاء کرے، تو اس کے بعد بھی تکبیرات تشریق کہنا واجب ہے۔ البتہ اگر ایامِ تشریق سے پہلے کی کوئی نماز ایامِ تشریق میں قضاء کرے یا ایامِ تشریق کی کوئی فوت شدہ نماز ایامِ تشریق کے بعد قضاء کرے، تو تکبیرات نہ کہے۔

تکبیراتِ تشریق، ایک عظیم وموثر درس:

تکبیراتِ تشریق پانچ دِن تک ہر نماز کے بعد کیوں کہی جاتی ہیں؟ تاکہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور عظمت دِلوں میں پختہ ہو، جس ذات کی دِل میں عظمت ہوتی ہے آدمی اس کے حکم کی سرتابی نہیں کرتا، ہر حکم کی تعمیل کرتا ہے۔...... عظمت وکبریائی صرف اللہ کیلئے ہے، صرف اسی کی اطاعت کرو، اِسکی اطاعت میں آنیوالی ہر رکاوٹ کا مقابلہ کرو۔...... اور اپنا محاسبہ کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت ومحبت دِل میں پیدا ہورہی ہے یا نہیں؟

عیدگاہ کی طرف جاتے ہوئے تکبیرات تشریق بلند آواز سے پڑھیں۔

عید کے دِن کے مسنون ومستحب اعمال:

- جس پر قربانی واجب ہے اس کے لیے ذُوالحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد قربانی کرنے تک ناخن، سَر کے بال، مونچھیں، بغل اور زیرِ ناف بال نہ کاٹنا مستحب ہے۔ (ابن ماجہ: ۲۲۷، مسلم: ۱۶۰/۲)

البتہ اگر چالیس دِن گزر گئے ہوں، تو صفائی واجب ہے۔(شامی)

اور قربانی نہ کرنے والے بھی ایسا کر کے ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔

✿ صبح جلد بیدار ہونا۔ ✿ مسواک کرنا۔ ✿ غسل کرنا۔

✿ اپنے پاس جو کپڑے موجود ہیں ان میں سے جو اچھے اور خوبصورت ہوں وہ پہننا۔

✿ عمامہ اور جبہ وغیرہ ہو تو پہننا۔ ✿ خوشبو لگانا۔

✿ نمازِ عیدالاضحیٰ سے پہلے کچھ نہ کھانا (قربانی کے گوشت سے ابتداء کرنا افضل ہے)۔

اہم تنبیہ: اگر کسی علاقے میں عوام اسے روزہ سمجھتے ہوں (جیسا کہ بعض علاقوں میں ہے)، تو اہل علم کو قربانی سے پہلے کچھ کھانا چاہیئے تا کہ عوام کی اصلاح ہو۔

✿ نمازِ عید کیلئے جلدی گھر سے چلنا۔

نمازِ عید کیلئے پورے وقت پر پہنچنا کہ نماز بھی چھوٹ جانے کا خطرہ ہو، دُرست نہیں۔

✿ عید گاہ پیدل جانا مستحب ہے (عید گاہ زیادہ دُور ہو تو سواری پر آنے میں بھی مضائقہ نہیں)، واپسی پر پیدل آنا مستحب نہیں، سوار ہونے کی بھی گنجائش ہے۔(درمختار مع الشامیہ:۲/۱۶۸)

✿ عید گاہ کی طرف جاتے ہوئے تکبیرات تشریق بلند آواز سے پڑھنا، یعنی:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ.(درمختار)

✿ عید گاہ پہنچ کر تکبیرات ختم کر دینا۔

✿ ایک راستے سے عید گاہ آنا اور دوسرے راستے سے واپس جانا۔(بخاری:۱/۱۳۴)

✿ نمازِ فجر کے بعد نمازِ عید تک کسی قسم کے نفل نہیں پڑھنے چاہیے، نہ عید گاہ میں نہ گھر میں۔

✿ اَحباب سے ملاقات اور اظہارِ مسرت کرنا، ملنے والوں کو مبارکباد دینے میں بھی مضائقہ نہیں۔

✿ اپنی ہمت کے مطابق عام دِنوں سے زیادہ صدقہ وخیرات کرنا، غرباء کی دِلجوئی کرنا اور ان کو خوشی میں شریک رکھنا۔

✿ بچوں کی تحسین وتزئین کرنا، لیکن اس مقصد کیلئے ناجائز طریقہ اختیار کرنا یا اسراف وفضول خرچی کرنا جائز نہیں۔

دوستو! جو اللہ پر مَرتا ہے تو اللہ کے نام کے ساتھ اس کا نام بھی مخلوق کی زبان پر آتا ہے، جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہاں اللہ کے عاشقوں کا ذکر بھی ہوتا ہے۔(حضرت شیخ العرب والعجم دامت برکاتہم)

نمازِ عید الاضحیٰ

نمازِ عید ہر عاقل بالغ غیر معذور مسلمان پر واجب ہے اور اس کے لیے وہی شرائط ہیں جو نمازِ جمعہ کے لیے ہیں، لیکن نمازِ عید کے لیے اذان و اقامت نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی نماز ہمیشہ شہر سے باہر نکل کر اَدا فرماتے تھے، صرف ایک مرتبہ بارش کی وجہ سے باہر تشریف نہیں لے جاسکے، اس لیے عیدگاہ کا شہر سے باہر ہونا سنت ہے، اس طرح اجتماعِ عظیم میں شوکت اسلام کا مظاہرہ بھی ہے۔ مگر بڑے بڑے شہروں میں باہر نکل کر عید کی نماز پڑھنا مشکل ہے، اس لیے شہر کے اندر بڑے میدان یا بوقت ضرورت مسجد میں نماز اَدا کرنا بلا کراہت جائز ہے، مگر حتی الامکان ہر محلّہ میں چھوٹے چھوٹے اجتماعات کی بجائے ایک مقام پر بڑے اجتماع کی کوشش کی جائے۔

مستحب یہ ہے کہ نمازِ عید الاضحیٰ جلد اَداء کی جائے تاکہ لوگ جلد قربانی کرسکیں، اور نمازِ عید الفطر قدرے تاخیر سے اَداء کی جائے تاکہ لوگ نماز سے پہلے صدقۃ الفطر اَداء کرسکیں۔

نمازِ عید پڑھنے کا طریقہ:

صفیں اچھی طرح درُست کرنے کے بعد دِل میں یہ نیت کریں کہ اس امام کی اقتداء میں نمازِ عید اَداء کرتا ہوں۔ زبان سے نیت کے مخصوص الفاظ اَداء کرنا ضروری نہیں، بلکہ اسے ضروری سمجھنا بدعت ہے۔

نمازِ عید عام دو رکعت نفل نماز کی طرح ہے، البتہ ایک اضافہ ہے یعنی چھ زائد تکبیروں کا: تین پہلی رکعت میں اور تین دوسری رکعت میں۔ پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے وہ اس طرح کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء، پھر دو تکبیریں کہہ کر ہاتھ چھوڑ دیے جائیں اور تیسری تکبیر کہہ کر ہاتھ باندھ لیے جائیں اور حسب معمول رکعت مکمل کی جائے۔ اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد رُکوع سے پہلے تین تکبیریں کہہ کر ہاتھ چھوڑ دیے جائیں اور چوتھی تکبیر کہتے ہوئے رُکوع میں چلے جائیں اور حسب معمول رکعت مکمل کریں۔

سلام کے بعد تکبیراتِ تشریق پڑھیں، پھر اطمینان سے بیٹھ کر خطبہ سنیں۔

خطبہ عید پڑھنا سنت ہے اور اس کے سننے کے لیے ٹھہرنا بھی سنت ہے، مگر جو سننے کے لیے ٹھہر جائے تو پھر اس پر خطبہ سننا واجب ہے۔ اس لیے خطبہ سننے کا اہتمام کرنا چاہیے، خطبہ سے پہلے اُٹھنا درُست نہیں ہے۔ (شرح تنویر، درمختار، ہدایہ، البحر)

نمازِ عید کے متعلق چند اہم مسائل:

❁ نمازِ فجر کے بعد نمازِ عید تک کسی قسم کے نفل پڑھنا مطلقاً مکروہ ہیں، خواہ عیدگاہ میں پڑھے یا عید گاہ کے علاوہ کسی اور جگہ میں، حتیٰ کہ عورت بھی گھر میں نفل پڑھنا چاہے تو نمازِ عید کے بعد پڑھے۔ البتہ نمازِ عید کے بعد زوال (سورج ڈھلنے سے پہلے پہلے) عیدگاہ کے علاوہ کسی اور جگہ پڑھے جاسکتے ہیں۔

❁ قضاءِ نماز (مثلاً اِسی روز کی فجر یا سابقہ قضاء نمازیں وغیرہ) عید سے پہلے گھر میں پڑھ سکتے ہیں، مگر بہتر ہے کہ نمازِ عید کے بعد پڑھی جائے، کیونکہ نمازِ فجر پڑھے بغیر بھی نمازِ عید دُرست ہے۔

❁ جو شخص امام کے تکبیرات سے فارغ ہوکر قرأت شروع کرنے کے بعد پہنچا وہ نیت باندھ کر پہلے زائد تکبیرات کہہ لے۔ امام کو رُکوع میں پایا تو اگر رُکوع نکل جانے کا اندیشہ نہ ہو تو پہلے زائد تکبیرات کہہ لے پھر رُکوع میں جائے اور اگر رُکوع نکل جانے کا اندیشہ ہو تو تکبیرۂ تحریم کہہ کر رُکوع میں چلا جائے اور ہاتھ اُٹھائے بغیر رُکوع ہی میں تینوں تکبیرات کہہ لے اور رُکوع کی تسبیح "سبحان ربی العظیم" بھی پڑھ لے، دونوں کا جمع کرنا ممکن نہ ہو تو صرف تکبیرات کہے، تسبیحات چھوڑ دے، تکبیرات واجب اور تسبیحات سنت ہیں، اگر تکبیرات پوری کہنے سے پہلے ہی امام نے رُکوع سے سَر اُٹھالیا تو بقیہ تکبیرات چھوڑ کر امام کا اتباع کرے۔

❁ اگر دورانِ نماز امام یا کوئی مقتدی عید کی زائد تکبیریں یا ترتیب بھول جائے، تو ازدہام کی وجہ سے نماز دُرست ہوگی سجدہ سہو کی بھی ضرورت نہیں۔

❁ اگر کسی کی دونوں رکعتیں نکل گئیں، سلام سے پہلے پہلے امام کے ساتھ شامل ہوگیا تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد اُٹھ کر حسب قاعدہ دونوں رکعتیں پڑھے اور تکبیرات اپنے اپنے مقام پر یعنی پہلی رکعت میں ثناء کے بعد قرأت سے پہلے اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد رُکوع سے پہلے کہے۔

❁ اگر کوئی شخص نمازِ عید کی جماعت میں نہ پہنچ سکا تو اکیلے اس کی قضاء نہیں پڑھ سکتا، البتہ اگر گھر لوٹ کر چار رکعت نفل پڑھ لے تو بہتر ہے۔ اور اگر کئی آدمیوں کی نمازِ عید رَہ گئی تو کسی دوسری مسجد یا عیدگاہ میں جہاں پہلے عید کی نماز نہ ہوئی ہو اپنی الگ جماعت کر کے نمازِ عید پڑھ سکتے ہیں، ایسی مسجد یا عیدگاہ نہ ملے تو کسی دوسری جگہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

❁ دوسری رکعت میں تکبیرات زائدہ کو قرأت سے مؤخر کرنا اولیٰ ہے، واجب نہیں، لہٰذا اگر امام نے غلطی سے یہ تکبیرات قرأت سے پہلے کہہ دیں تو بھی نماز بلا کراہت ہوگئی۔

✿ اگر امام تکبیرات زائدہ بھول کر رُکوع میں چلا گیا تو یاد آنے پر رُکوع ہی میں یہ تکبیرات کہہ لے، رُکوع چھوڑ کر قیام کی طرف نہ لوٹے لیکن اگر امام رُکوع چھوڑ کر لوٹ آیا اور تکبیرات کہہ کر پھر رُکوع کر لیا، تو بھی نماز ہو جائے گی۔

✿ عام نمازوں کی مانند جمعہ و عیدین میں بھی ترکِ واجب و تأخیر فرض سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے، لیکن نماز جمعہ و عیدین میں بلکہ کسی بھی نماز میں مجمع بہت زیادہ ہو اور سہو کرنے سے لوگوں میں فساد و انتشار کا اندیشہ ہو تو بہتر ہے کہ سجدہ سہو نہ کیا جائے۔

✿ اگر کوئی شخص کسی بیرونی ملک میں نمازِ عید پڑھ کر آیا تو وہ پاکستان پہنچ کر نمازِ عید کی امامت کر سکتا ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ عید کی امامت نہ کرے بلکہ بصورت اقتداء نماز عید اَداء کرے۔

قربانی کس پر واجب ہے؟

✿ قربانی ہر اس مرد اور عورت پر واجب ہے جس میں درج ذیل باتیں پائی جائیں:

مسلمان ہونا.......... غیر مسلم پر قربانی واجب نہیں۔

مقیم ہونا .... مسافر پر قربانی واجب نہیں۔

آزاد ہونا .... غلام پر قربانی واجب نہیں۔

بالغ ہونا .... نابالغ پر قربانی واجب نہیں۔

عاقل ہونا .... مجنون (پاگل) پر قربانی واجب نہیں۔ ہاں! اگر قربانی کے ایام میں مجنون کو افاقہ ہو تو قربانی واجب ہے۔

صاحبِ نصاب ہونا مسکین پر قربانی واجب نہیں۔

چھری ایسی بے احتیاطی سے چلانا کہ حرام مغز تک پہنچ جائے یا گردن کٹ کر الگ ہو جائے، مکروہ ہے۔

یاد رکھیے! مذکورہ شرائط کا قربانی کے پورے وقت میں پایا جانا ضروری نہیں، بلکہ وقت وجوب (یعنی قربانی کے دِنوں) کے آخری جزو میں بھی اگر یہ شرطیں پائی گئیں تو اس پر قربانی واجب ہے۔ یعنی اگر 12/ ذُوالحجہ کی شام میں غروبِ آفتاب سے ذرا پہلے کوئی کافر مسلمان ہو گیا یا مسافر وطن پہنچ گیا یا غلام آزاد ہو گیا یا بچہ بالغ ہو گیا یا فقیر صاحب نصاب بن گیا تو ان پر قربانی واجب ہو گئی بشرطیکہ دوسری شرطیں بھی ان میں پائی جائیں۔ اس میں مَرد و زَن کا حکم یکساں ہے۔

اگر قربانی کے دِنوں کے شروع میں کسی پر قربانی واجب تھی، مگر آخر میں کوئی شرط فوت ہو گئی، تو

قربانی واجب نہیں رہی۔ مثلاً: مالدار تنگ دست ہوگیا یا مقیم مسافر بن گیا، تو ان پر قربانی واجب نہیں رہی۔

اگر کسی فقیر نے قربانی کر دی پھر آخر وقت میں مالدار ہوگیا یعنی بقدر نصاب مال اسے حاصل ہوگیا، تو راجح قول کے مطابق اس پر نئے سرے سے قربانی کرنا واجب نہیں۔

✿ فرضیت زکوٰۃ اور وجوبِ قربانی کا نصاب الگ الگ ہے، قربانی کے نصاب میں درج ذیل پانچ چیزوں کا حساب لگایا جائے گا:

❶ سونا، ❷ چاندی، ❸ نقدی، ❹ مالِ تجارت، ❺ ضرورت سے زائد سامان۔

اور وجوبِ قربانی کے لیے مال پر سال گزرنا ضروری نہیں بلکہ قربانی کے دِنوں میں بقدر نصاب مال کا مالک ہونا ضروری ہے، حتیٰ کہ 12 رذوالحجہ کی شام میں غروبِ آفتاب سے ذرا پہلے کہیں سے بقدر نصاب مال آگیا مثلاً ہدیہ آگیا، تو قربانی واجب ہوگئی۔ اگر غروب سے پہلے وقت کم ہونے کی وجہ سے قربانی کرنا ممکن نہ ہو یا کسی نے غفلت کی اور آفتاب غروب ہوگیا، تو ایک بھیڑ یا بکری یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے۔ جبکہ نصاب زکوٰۃ میں پہلی چار چیزوں کا حساب لگایا جاتا ہے، اور مال پر سال گزرنا بھی شرط ہے۔

یاد رکھیں ٹی وی، وی سی آر جیسی خرافات، کپڑوں کے تین جوڑوں سے زائد لباس اور وہ تمام اشیاء جو محض زیب وزینت یا نمود ونمائش کے لیے گھروں میں رکھی رہتی ہیں اور سال بھر میں ایک مرتبہ بھی استعمال نہیں ہوتیں یا رہائشی مکان، پلاٹ (سکونتی مکان کیلئے) کے علاوہ کوئی مکان، پلاٹ ہو (جبکہ اس خالی مکان، پلاٹ کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر ہو) یا ایک مکان میں وہ خود رہتا ہو اور دوسرا مکان کرایہ پر اُٹھایا ہے (البتہ اگر اس کا ذریعہ معاش یہی مکان کا کرایہ ہے تو یہ بھی ضروریاتِ زندگی میں شمار ہوگا) یا کسی کے پاس دو گاڑیاں ہیں ایک عام استعمال کی ہے اور دوسری زائد...... وغیرہ ضروریات میں داخل نہیں، اس لیے ان سب کی قیمت بھی حساب میں لگائی جائے گی۔

خلاصہ یہ کہ جس شخص کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ (87.479 گرام) سونا یا ساڑھے باون تولہ (612.35 گرام) چاندی یا نقدی یا مالِ تجارت یا ضرورت سے زائد سامان (تین چیزوں میں سے کوئی ایک چیز) چاندی کے وزن مذکور کی قیمت کے برابر ہو یا مندرجہ بالا پانچ چیزوں میں سے دو یا دو سے زائد چیزوں کا مجموعہ وزن مذکور کے برابر ہو، تو قربانی اور صدقۃ الفطر واجب ہے اور ایسے شخص کے لیے زکوٰۃ یا صدقہ واجبہ لینا بھی جائز نہیں۔

اور جس قرض کے ملنے کی توقع ہو اسے نقدی میں شمار کیا جائے گا، خواہ وہ نقدی کی صورت میں آپ نے کسی کو دیا ہو یا کوئی چیز فروخت کی ہو اور قیمت وصول نہ کی ہو۔ (شامی: ۶/۳۱۲، ۳۱۵، احسن الفتاویٰ: ۷/۵۰۸، ۱، ۲)

❁ بعض خواتین کے پاس کئی کئی تولے سونا ہوتا ہے، کچھ نہ کچھ نقدی بھی ضرور ہوتی ہے، ضرورت سے زائد سامان کے ڈھیر ہوتے ہیں مگر وہ نہ زکوٰۃ اَداء کرتی ہیں نہ قربانی، اس کی اصلاح بہت ضروری ہے۔

اور اگر عورت پر جہیز کے زائد سامان کی وجہ سے یا اسکے علاوہ مالی صورت کی وجہ سے قربانی واجب ہے مگر نقدی نہیں، تو قرض لے کر قربانی کرے یا اپنے خاوند کو کہہ دے وہ بھی بطورِ وکیل کے کرسکتا ہے۔

❁ عموماً یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ گھر کا سربراہ قربانی کرلے تو اسے سب افرادِ خانہ کی طرف سے کافی سمجھا جاتا ہے حالانکہ ایک گھر میں اگر کئی بالغ افراد صاحبِ نصاب ہوں مثلاً خاوند، بیوی، باپ، بیٹا، بیٹی وغیرہ تو سب پر علیحدہ قربانی واجب ہے۔ یہ دستور بھی غلط ہے کہ ایک سال ایک کی طرف سے اور دوسرے سال دوسرے کی طرف سے کردی جائے، یا ایک ہی سب کی طرف سے کرلی جائے۔

البتہ اولاد اگر باپ کے ساتھ کاروبار میں شریک ہے اور ان کا مستقل حصہ نہ ہو یا اولاد اپنی سب کمائی والد کو دے دیتی ہے اور اولاد کی ملکیت میں اور کوئی مال زکوٰۃ اور ضرورت سے زائد سامان بقدر نصاب بھی نہیں، تو زکوٰۃ اور قربانی صرف والد ہی پر فرض ہے اولاد پر نہیں۔ (احسن الفتاویٰ)

❁ قربانی صرف اپنی طرف سے کرنا واجب ہے، اولاد کی طرف سے نہیں۔ اولاد چاہے بالغ ہو یا نابالغ، مالدار ہو یا غیر مالدار۔

❁ کسی شخص نے قربانی کی منت مانی ہو، تو اس پر قربانی کرنا واجب ہے۔

❁ کسی شخص نے مرنے سے پہلے قربانی کی وصیت کی ہو اور اتنا مال چھوڑا ہو کہ اس کے تہائی مال سے قربانی کی جاسکے، تو اس کی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے اور اس کی قربانی کا تمام گوشت وغیرہ خیرات کردینا واجب ہے۔ (واضح رہے کہ وصیت میّت کے ترکہ کے **1/3** کے اندر اندر نافذ ہوسکتی ہے)۔

❁ ایک شخص صاحب نصاب نہیں، نہ قربانی اس پر واجب ہے لیکن اس نے شوق سے قربانی کا جانور خرید لیا، تو اَب اس جانور کی قربانی واجب ہے۔

❁ اگر مسافر مالدار ہو اور کسی جگہ پندرہ دِن قیام کی نیت کرے، بارھویں تاریخ کو سورج غروب ہونے سے پہلے گھر پہنچ جائے یا کسی نادار آدمی کے پاس بارھویں تاریخ کو غروبِ شمس سے پہلے اتنا مال آ

جائے کہ صاحبِ نصاب ہوجائے، تو ان تمام صورتوں میں اس پر قربانی واجب ہوجاتی ہے۔

❁ اگر مسافر مالدار ہو، دورانِ سفر قربانی کے لیے رقم بھی ہو اور وہ پندرہ دِن سے کم عرصہ کے لیے رہائش پذیر ہونے کے باوجود بآسانی قربانی کرسکتا ہو، تو قربانی کرلینا بہتر ہے۔

❁ اگر کوئی شخص ۸/ذُوالحجہ سے پندرہ دِن قبل مکہ مکرمہ پہنچ گیا، تو وہ مقیم ہے۔ اگر وہ صاحب نصاب ہے تو اس پر قربانی واجب ہے جسے وہ وہاں بھی اَداء کرسکتا ہے اور اپنے وطن میں کسی کو وکیل بنا کر بھی اَداء کرسکتا ہے۔ اور اگر 8/ذُوالحجہ سے چودہ دِن قبل یا اس سے بھی کم دِن مکہ مکرمہ پہنچا، تو وہ مسافر ہے، اس پر قربانی واجب نہیں۔ واضح رہے کہ حج تمتع وقران کرنے والے پر بطورِ شکر الگ قربانی واجب ہوتی ہے، جس کا وہیں کرنا ضروری ہوتا ہے۔

❁ ایسا شخص جس کی ساری کمائی حرام کی ہو، اس پر قربانی لازم نہیں۔ کیونکہ اس کا سارا مال واجب التصدق (بلانیت ثواب صدقہ کرنا ضروری) ہے، دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ حرام مال سے کسی کا صدقہ قبول نہیں فرماتے بلکہ وہاں صرف پاکیزہ مال سے کیا ہوا صدقہ وخیرات قبول ہوتا ہے۔

قربانی کے ایام اور وقت:

❁ قربانی کی عبادت صرف تین دِن 10/11/12 ذُوالحجہ کے لیے مخصوص ہے، ان تاریخوں میں جب چاہے کرسکتا ہے، خواہ رات ہو یا دِن، البتہ دِن کو قربانی کرنا بہتر ہے۔ پہلا دِن قربانی کے لیے افضل ہے، پھر دوسرے دِن کا درجہ، پھر تیسرے دِن کا درجہ۔ اور بارھویں تاریخ کی غروب آفتاب کے بعد قربانی کرنا جائز نہیں۔ (بدائع: ۵/۸۰، ردّالمحتار: ۶/۳۱۶)

❁ دسویں اور تیرھویں رات کو قربانی کرنا جائز نہیں۔ گیارھویں اور بارھویں رات کو جائز ہے، مگر رات میں رَگیں نہ کٹنے، یا ہاتھ کٹنے، یا اضحیہ کے آرام میں خلل کے اندیشہ سے ذبح کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔

❁ شہر والوں کے لیے قربانی کا وقت 10/ذُوالحجہ کو نمازِ عید کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور دیہات والوں کے لیے جہاں جمعہ وعیدین کی نمازیں نہیں ہوتیں، صبح صادق سے شروع ہوجاتا ہے۔ اختتام میں کوئی فرق نہیں، دونوں کے لیے 12/ذُوالحجہ کے غروبِ آفتاب تک وقت رہتا ہے۔

البتہ دیہات والوں کے لیے مستحب وقت یہ ہے کہ طلوعِ آفتاب کے بعد قربانی کریں، اور شہر والوں کے لیے مستحب وقت یہ ہے کہ خطبۂ عید کے بعد قربانی کریں۔

جس شہر میں کئی جگہ نمازِ عید ہوتی ہے، اگر کسی جگہ بھی نمازِ عید ہوگئی تو پورے شہر میں قربانی کرنا جائز ہوجائے گی، پھر ہر قربانی کرنے والے کا نمازِ عید پڑھ کر قربانی کرنا ضروری نہیں۔ اگر کسی جگہ کسی عذر کی وجہ سے نمازِ عید نہ ہوسکے، تو نمازِ عید کا وقت گزر جانے (یعنی زوالِ آفتاب تک انتظار کیا جائے) کے بعد قربانی درُست ہے۔ اور اگر شہر میں کسی بھی جگہ عید کی نماز نہیں ہوئی تھی کہ کسی شہری نے قربانی کر دی، تو قربانی نہیں ہوئی اس پر دوبارہ قربانی لازم ہے۔ (درمختار وشامی: ۳۱۸/۶، بدائع: ۷۳/۵)

✿ اگر شہری اپنا جانور قربانی کے لیے دیہات میں بھیج دے، تو وہاں اس کی قربانی بھی نمازِ عید سے قبل درُست ہے اور ذبح کرانے کے بعد اس کا گوشت منگوا سکتا ہے۔ لیکن اگر دیہاتی نے اپنا جانور شہر میں بھیج دیا، تو اسے نمازِ عید سے پہلے ذبح کرنا جائز نہیں۔

قرض خواہ یا اہلِ حقوق کے حقوق پامال کر کے قربانی کرنا جائز نہیں، حقوق العباد کا خیال رکھنا چاہیے۔

آدابِ قربانی:

✿ ......قربانی کے جانوروں کو چند روز پہلے سے پالنا افضل ہے۔ (بدائع: ۷۸/۵، ھندیہ: ۳۰۰/۵)

✿ ......قربانی کے جانور کا دُودھ نکالنا یا اس کے بال یا اُون کاٹنا مکروہ ہے۔ اگر کسی نے ایسا کرلیا، تو دُودھ، بال یا اُون کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے، اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں۔

(بدائع: ۷۸/۵، ھندیہ: ۳۰۰/۵، ردّالمحتار: ۳۲۹/۶، ہدایہ: ۴۵۰/۴، عالمگیری: ۴۰۱/۵)

ہاں! اگر دُودھ، اُون بیچ کر اسی جانور کے لیے چارہ گھاس وغیرہ خرید لیا، تو جائز ہے۔ (عالمگیری)

✿ ......قربانی کے جانور پر بوجھ نہ لادے، نہ سواری کرے، نہ کرایہ پر دے۔ (درمختار)

✿ جانور کا قبلہ رُخ ہونا مستحب ہے، ویسے جس طرح بھی ذبح کرنے میں سہولت ہو، کوئی حرج نہیں۔

✿ ......جانور کے لٹانے سے پہلے چھری تیز کر لینا مستحب ہے، تاکہ جانور کو تکلیف نہ ہو۔

(ابوداود، بدائع، احسن الفتاویٰ)

✿ بائیں ہاتھ سے جانور ذبح کرنا خلافِ سنت ہے، البتہ اگر کوئی عذر ہو تو پھر خلافِ سنت بھی نہ ہوگا۔

✿ ......ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرے اور ذبح کے بعد کھال اُتارنے اور گوشت کے ٹکڑے کرنے میں جلدی نہ کرے، جب تک کہ جانور پوری طرح ٹھنڈا نہ ہوجائے۔

(بدائع: ۸۰/۵، الدر المختار والشامیہ: ۲۹۶/۶)

قربانی کے ذریعے درحقیقت جذبہ یہی پیدا کرنا مقصود ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی کام کرنے کا حکم آجائے تو انسان اپنی عقل کو طاق میں رکھ کر اللہ کے حکم کی پیروی کرے۔ (حضرت شیخ الاسلام مدظلہ)

✿ ......مستحب اور باعثِ برکت ہے کہ اگر گنجائش ہو تو اپنی واجب قربانی کے ساتھ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے مرحوم بزرگوں کی طرف سے بھی قربانی کرے۔

✿ ......بعض لوگ جانور کی کھال اس طرح اُتارتے ہیں کہ اس میں چھری لگ کر سوراخ ہو جاتے ہیں یا کھال پر گوشت لگا رہ جاتا ہے جس سے کھال کو نقصان پہنچتا ہے۔ بعض لوگ کھال اُتارنے کے بعد اس کی حفاظت نہیں کرتے، سڑ کر بے کار یا بہت کم قیمت کی رہ جاتی ہے۔ یہ سب اُمور اسراف وتبذیر (فضول خرچی) میں داخل ہیں جس کی ممانعت قرآنِ کریم میں آئی ہے۔ اس لیے احتیاط سے اُتار کر ضائع ہونے سے بچانا شرعاً ضروری ہے۔ (امداد الفتاویٰ: ۵۷۵/۳)

قربانی کے لیے ثواب کی نیت ضروری ہے
اگر گوشت کھانے کی نیت ہوئی، تو قربانی دُرست نہ ہوگی۔

قربانی کرنے کا مسنون طریقہ:

✿ قربانی کی نیت صرف دِل سے کرنا کافی ہے زبان سے کہنا ضروری نہیں۔ دِل کی نیت کے ساتھ زبان سے بھی کرے تو بھی ٹھیک ہے۔ (بدائع: ۷۹/۵)

✿ اپنی قربانی کو خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے۔ اگر خود ذبح کرنا نہیں جانتا تو دوسرے سے ذبح کروا سکتا ہے، مگر ذبح کے وقت وہاں حاضر رہنا افضل ہے۔ (بدائع: ۷۹/۵، الدر المختار والشامیہ: ۳۲۸/۶)

✿ بعض لوگ قصاب سے ذبح کراتے وقت ابتداً خود بھی چھری پر ہاتھ رکھ لیا کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے لیے یہ ضروری ہے کہ قصاب اور قربانی والے دونوں مستقل طور پر تکبیر پڑھیں، اگر دونوں میں سے ایک نے جان بوجھ کر نہ پڑھی تو قربانی صحیح نہ ہوگی۔ (شامی: ۳۳۴/۶)

✿ قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت اس کو قبلہ رُخ لٹائے اور اس کے بعد یہ دُعاء پڑھے:

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ○ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَ لَكَ. (مشکوۃ برواہ احمد، ابو داؤد، ابن ماجہ، ترمذی، دارمی)

’’میں نے متوجہ کیا اپنے منہ کو اسی کی طرف جس نے بنائے آسمان اور زمین سب سے یکسو ہو کر۔ اور میں نہیں ہوں شرک کرنے والوں میں سے۔ بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ ہی

قربانی کی موجودہ عبادت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم یادگار ہے۔ (احسن المناسک)

کے لیے ہے جو پالنے والا سارے جہاں کا ہے"۔

اس کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر ذبح کرے۔ (کذافی سنن ابی داؤد، ردّالمحتار:۶/۳۲۸)

❁ اور ذبح کرنے کے بعد یہ دُعاء پڑھے:

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ وَ خَلِيْلِكَ اِبْرَاهِيْمَ

عَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ. (مشکوۃ)

اے اللہ! اس قربانی کو مجھ سے قبول فرما جیسے کہ آپ نے قبول کیا اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اپنے خلیل حضرت ابراھیم علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام سے"۔

❁ صحیح العقیدہ مسلمان قصاب سے ہی ذبح کرایا جائے، ورنہ قربانی نہ ہوگی۔

❁ اگر کوئی مسلمان ذبح کرتے وقت بسم اللہ کہنا بھول جائے وہ ذبیحہ تو حلال ہے، اور اگر کوئی جان بوجھ کر بسم اللہ نہیں پڑھتا اس کا ذبیحہ حلال نہیں اور جس شخص کو معلوم ہو کہ یہ ذبیحہ حلال نہیں اس کے لیے اس کا کھانا اور پینا بھی حلال نہیں۔

عوام قربانی تک بھوکا پیاسا رہنے کو روزہ کا نام دیتے ہیں، یہ جہالت کی بات ہے۔

کن جانوروں کی قربانی جائز ہے؟:

❁ ان جانوروں کی قربانی دُرست ہے (خواہ نَر یا مادہ یا خصی ہو):

گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اُونٹ، اُونٹنی، بکرا، بکری، بھیڑ، بھیڑا، دُنبہ، دُنبی۔

ان کے علاوہ اور کسی جانور کی قربانی دُرست نہیں، اگرچہ کتنا زیادہ قیمتی ہو اور کھانے میں جس قدر بھی مرغوب ہو، جیسے نیل گائے، ہرن وغیرہ۔

❁ چھوٹا جانور بکرا، دُنبہ، بھیڑ وغیرہ ایک ہی شخص کی طرف سے قربانی کیا جا سکتا ہے اور بڑا جانور گائے، بیل، بھینس، اُونٹ وغیرہ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں (اور ہر شریک صحیح العقیدہ مسلمان ہو، اگر کوئی ایک شریک بھی ایسا ہو جس کا عقیدہ صحیح نہ ہو، تو کسی شریک کی بھی قربانی صحیح نہ ہوگی) بشرطیکہ کسی شریک کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو اور سب قربانی کی نیت سے شریک ہوں، ان میں سے کسی کی نیت محض گوشت کھانے کی نہ ہو ورنہ کسی کی قربانی اَدا نہ ہوگی۔ (بدائع:۵/۷۰،۷۱، شامی:۶/۳۱۷، درمختار)

❁ اگر کسی شخص کی ساری یا اکثر آمدنی حرام کی ہو (مثلاً سودی بنک کا ملازم ہو) تو اس کو اپنے ساتھ قربانی میں شریک نہیں کرنا چاہیے۔ اگر شریک کیا، تو کسی کی قربانی نہیں ہوگی۔ عموماً اس بارے میں خیال

نہیں رکھا جاتا اور جانچ پڑتال کے بغیر ہر ایک کو شریک کرلیا جاتا ہے۔

المختصر یہ کہ قربانی میں غلط عقیدہ، غلط نیت اور حرام آمدن والے کو شریک نہ کیا جائے، ورنہ سب کی قربانی خراب ہوجائے گی۔

✿ بڑے جانور میں بعض آدمی قربانی کی نیت سے اور بعض آدمی عقیقہ یا نذر یا نفل قربانی کی نیت سے شریک ہوں، تو سب کی طرف سے قربانی دُرست ہوجائے گی۔ اگر ایک ہی آدمی بعض حصوں میں قربانی کی نیت سے اور بعض حصوں میں عقیقہ یا نذر قربانی کی نیت سے شریک ہو، تب بھی قربانی صحیح ہے۔ (شامی: ۳۱۶/۶)

✿ گائے، بھینس اور اُونٹ وغیرہ میں سات سے کم افراد بھی شریک ہوسکتے ہیں، اس طور پر کہ مثلاً چار آدمی ہوں تو تین افراد کے دو دو حصے اور ایک کا ایک حصہ ہوجائے۔ نیز اگر پورے جانور کو چار حصوں میں تقسیم کرلیں، یہ بھی دُرست ہے۔ یا یہ کہ دو آدمی موجود ہوں، تو نصف نصف بھی تقسیم کرسکتے ہیں۔

✿ اگر کئی افراد مل کر ایک حصہ ایصالِ ثواب کے طور پر کرنا چاہیں، تو یہ بھی جائز ہے۔ البتہ ضروری ہے کہ سارے شرکاء اپنی اپنی رقم جمع کرکے ایک شریک کو ہبہ کردیں اور وہ اپنی طرف سے قربانی کردے، اس طرح قربانی کا حصہ ایک کی طرف سے ہوجائے گا اور ثواب سب کو ملے گا۔

✿ اگر قربانی کا جانور اس نیت سے خریدا کہ بعد میں کوئی مل گیا تو شریک کرلوں گا اور بعد میں کسی اور کو قربانی یا عقیقہ کی نیت سے شریک کیا، تو قربانی دُرست ہے۔ اور اگر خریدتے وقت کسی اور کو شریک کرنے کی نیت نہ تھی بلکہ پورا جانور اپنی طرف سے قربانی کرنے کی نیت سے خریدا تھا، تو اب اگر شریک کرنے والا غریب ہے تو کسی اور کو شریک نہیں کرسکتا اور اگر مالدار ہے تو شریک کرسکتا ہے، البتہ بہتر نہیں۔

✿ ایک جانور قربانی کے لیے خریدا، اگر اس کے بدلے دوسرا حیوان دینا چاہے تو جائز ہے، مگر یہ لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ دوسرا حیوان کم از کم اسی قیمت کا ہو، اگر اس سے کم قیمت کا ہو تو زائد رقم اپنے پاس رکھنا جائز نہیں بلکہ صدقہ کرنا ضروری ہے۔ ہاں اگر زبانی طور پر جانور کو متعین نہ کیا ہو بلکہ یہ ارادہ کیا ہو کہ اگر اچھی قیمت میں فروخت ہو رہا ہو تو فروخت کردیں گے، اس صورت میں اصل قیمت سے زائد رقم اپنے پاس رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

✿ موجودہ دَور میں جانوروں کو تول کر (وزن کرکے) خرید و فروخت کرنا بھی جائز ہے، ایسی قربانی بلاشبہ دُرست ہے۔

✿ بکرا، بکری، بھیڑ، بھیڑا، دُنبہ، دُنبی کی عمر کم زکم ایک سال ہونا ضروری ہے۔ بکرا پورے ایک سال کا ہونا ضروری ہے، ایک دِن بھی کم ہوگا تو قربانی نہیں ہوگی (دو دانت ہونا اس کی علامت ہے)۔ ہاں اگر بھیڑ یا دُنبہ اتنا موٹا اور تازہ ہو کہ دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی بھی قربانی ہوسکتی ہے (جس کی علامت یہ ہے کہ سال کی بھیڑوں، دُنبوں میں چھوڑ دیا جائے تو دیکھنے والا ان میں فرق نہ کرسکے) بشرطیکہ چھ مہینے سے کم کا نہ ہو۔ گائے، بیل، بھینس، بھینسا کی عمر کم از کم دو سال اور اُونٹ، اُونٹنی کی عمر کم از کم پانچ سال ہونا ضروری ہے۔ ان عمروں سے کم عمر کا جانور قربانی کے لیے کافی نہیں ہے۔ (بدائع: ۷۰/۵، درمختار، رواہ مسلم)

✿ اگر دو دانت نہ ہوں اور فروخت کرنے والا پوری عمر بتاتا ہو اور جانور کی ظاہری حالت سے اس کی بات ٹھیک معلوم ہوتی ہو، اپنے تجربہ سے عمر پوری معلوم ہو رہی ہو یا فروخت کرنے والے کی بات پر دِل مطمئن ہو، تو اس کی بات پر اعتماد کرلینا اور اس جانور کی قربانی کرنا جائز ہے۔

تاہم اس سلسلہ میں صرف جانوروں کے عام سوداگروں کی بات معتبر نہیں ہے بلکہ یقین سے معلوم ہونا ضروری ہے، یا یہ کہ خود گھر میں پالا ہوا جانور ہو تو اس کی قربانی کی جاسکتی ہے۔ (احکام وتاریخ قربانی: ۳۷)

✿ خصی جانور کی قربانی جائز بلکہ افضل ہے، کیونکہ اس میں دوسرے کی بہ نسبت گوشت زیادہ اور اچھا ہوتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایسے جانوروں کی قربانی کی ہے۔ (رواہ ابوداؤد، عالمگیری: ۲۹۹/۵)

✿ گابھن (حاملہ) گائے وغیرہ کی قربانی جائز ہے۔ بچہ اگر ذبح سے پہلے یا ذبح کے بعد اس کے پیٹ سے زندہ نکلے تو اس کو بھی ذبح کرلیا جائے، اور اگر مُردہ نکلے تو اس کا کھانا دُرست نہیں اس کو پھینک دیا جائے۔ اور اگر قربانی کے دِنوں میں اس بچے کو ذبح نہ کیا تو اَب اس کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ (ھندیہ: ۳۰۱/۵، بدائع: ۶۹/۵، درمختار: ۳۲۲/۶)

کچھ خواتین کے پاس کئی کئی تولے سونا اور کچھ نہ کچھ نقدی ضرور ہوتی ہے، ضرورت سے زائد سامان کے ڈھیر ہوتے ہیں مگر نہ وہ زکوٰۃ اَدا کرتی ہیں اور نہ قربانی، اسکی اصلاح ضروری ہے۔

جن عیب دار جانوروں کی قربانی جائز نہیں:

✿ اندھا، کانا اور لنگڑا جانور۔ (ترمذی: ۱۸۱/۱، ابن ماجہ: ۲۲۷)

✿ جس بھیڑ، بکری کی پیدائشی طور پر دُم نہ ہو۔ (ایضا)

✿ جس کے پیدائشی طور پر دونوں یا ایک کان نہ ہو۔

✿ اگر کسی جانور کے پیدائش ہی سے کان نہیں لیکن عمر اتنی ہوچکی ہے جتنی عمر قربانی کے جانور کی ہونی لازم ہے، تو اس کی قربانی دُرست ہے۔

✿ جس جانور کا تہائی سے زیادہ کان یا دُم کٹی ہوئی ہو۔ (شامی)

✿ جس کی چکتی، دُم، کان یا ایک آنکھ کی بینائی کا نصف یا اس سے زیادہ حصہ جاتا رہا ہو۔ (ردالمحتار:۹/۵۳۶،۱)

✿ جس کی ناک کاٹ دی گئی ہو۔ (عالمگیری:۵/۲۹۸،۱)

✿ جس کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر گر جانے یا گھس جانے کی وجہ سے چارہ نہ کھا سکتا ہو۔ (شامی:۶/۳۲۴، عالمگیری:۵/۲۹۷، درمختار:۶/۳۲۴،۱،۲)

✿ جس گائے، بھینس کی پوری یا تہائی سے زیادہ زبان کاٹ دی گئی ہو۔ البتہ بکری کی زبان پیدائشی طور پر نہیں ہے یا تہائی سے کم کٹ گئی ہے، تو اس کی قربانی جائز ہے۔ (شامی:۶/۳۱۷، بدائع:۵/۷۶)

✿ جس کا ایک یا دونوں سینگ جڑ سے اُکھڑ گئے ہوں۔ (شامی:۶/۳۲۳، عالمگیری:۵/۲۹۸)

اور اگر اُوپر کا خول اُتر جائے یا ٹوٹ جائے مگر اندر سے گودا سالم ہو، تو قربانی دُرست ہے۔

✿ اس قدر لنگڑا جو چل کر قربان گاہ تک نہ پہنچ سکتا ہو، یعنی چلنے میں لنگرا پاؤں زمین پر نہ ٹیکتا ہو، یا ایک پاؤں کٹ گیا ہو، یا ایسا لاغر اور دُبلا جانور جس کی ہڈیوں میں گودا نہ رہا ہو۔ (شامی:۶/۳۲۳، عالمگیری:۵/۲۹۸،۱)

✿ ایسا بیمار جس کی بیماری بالکل ظاہر ہو۔

✿ جو جانور تین پاؤں چلتا ہے اور چوتھا پاؤں رکھتا ہی نہیں یا چوتھا پاؤں رکھتا تو ہے مگر اس سے چل نہیں سکتا یعنی چلتے میں اس سے کچھ سہارا نہیں لیتا، تو اس کی قربانی دُرست نہیں۔ اگر چاروں پاؤں سے چلتا ہے لیکن پاؤں میں کچھ لنگ ہے، تو اس کی قربانی دُرست ہے۔

✿ جس کے تھن کاٹ دیے گئے ہوں، یا اتنے خشک ہو گئے ہوں کہ ان میں دُودھ نہ اُترے، یا جس گائے کے دو تھن کاٹ دیے گئے ہوں۔

✿ چار تھنوں والے جانور کے تھن دو یا دو سے زیادہ کٹے ہوئے ہوں اور دو تھنوں والے جانور کا ایک تھن تہائی سے زیادہ کٹا ہوا ہو۔ (عالمگیری:۵/۲۹۸)

✿ جس بھیڑ، بکری کے ایک تھن کی گھنڈی (سَر)، یا اُونٹنی، گائے کے دو تھنوں کی گھنڈیاں جاتی رہی ہوں۔

✿ جلالہ، یعنی جس جانور کی غذا صرف نجاست اور گندگی ہو۔

وجوب قربانی کیلئے مال پر سال گزرنا ضروری نہیں، بلکہ قربانی کے دِنوں میں بقدر نصاب کا مالک ہونا ضروری ہے۔

✿ خنثیٰ جانور، جس میں نَر و مادہ دونوں کی علامات ہوں۔

✿ اگر جانور صحیح سالم خریدا تھا پھر اس میں کوئی عیب ایسا پیدا ہوگیا کہ جس کی وجہ سے جانور کی قربانی جائز نہیں، تو غریب اسی جانور کی قربانی کر سکتا ہے، اور مالدار شخص کے لیے یہ ضروری ہے کہ دوسرا جانور اس کے بدلے خرید کر قربانی کرے۔ (درمختار وغیرہ)

✿ خارش زدہ جانور کی قربانی جائز ہے۔ البتہ اگر خارش کی وجہ سے بے حد کمزور ہوگیا اور اس کا اثر گوشت تک پہنچ گیا ہو تو پھر جائز نہیں۔

جن جانوروں کی قربانی جائز، مگر خلافِ اولیٰ ہے:

✿ جس جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہوں، یا درمیان سے ٹوٹ گئے ہوں۔

(شامی: ۳۲۳/۶، عالمگیری: ۲۹۸/۵، ۴)

✿ اتنا بوڑھا جو جفتی پر قادر نہ ہو۔

✿ ایسی گائے وغیرہ جو بڑھاپے کے سبب بچے جننے سے عاجز ہو۔

✿ حاملہ یا بچے والی اُونٹنی، گائے یا بکری۔

✿ جس کے تھنوں میں بغیر کسی بیماری کے دُودھ نہ اُترتا ہو۔

✿ جسے کھانسی ہو۔ ✿ جسے داغا گیا ہو۔

✿ وہ بھیڑ بکری جس کی دُم پیدائشی طور پر بہت چھوٹی ہو۔

✿ ایسا کانا پن جس کا کانا پن پوری طرح واضح نہ ہو۔

ذبح کرنے والے کو چاہیے کہ وہ عقدہ (گردن میں اُبھری ہوئی گانٹھ ہڈی) کے نیچے سے ذبح کرے کہ احتیاط اسی میں ہے۔

✿ لنگڑا جو چلنے پر قادر ہو، یعنی چوتھا پاؤں بھی زمین پر رکھتا ہو اور چلنے میں اس سے مدد لیتا ہو۔

✿ بیمار جس کی بیماری زیادہ ظاہر نہ ہو۔

✿ جس کے کان، چکتی، دُم یا بینائی کا نصف سے کم حصہ جاتا رہا ہو۔

✿ جس کے کچھ دانت نہ ہوں، مگر وہ چارہ کھا سکتا ہو۔

✿ مجنون جس کا جنون اس حد تک نہ پہنچا ہو کہ چارہ نہ کھا سکے۔

✿ خارشی جو فربہ یعنی موٹا تازہ ہو۔ ✿ بھینگا۔

بعض لوگ عورتوں کے ذبیحہ کو درُست نہیں سمجھتے، یہ بھی غلط خیال ہے۔ عورت، سمجھدار بچہ اور بچی کا ذبیحہ درُست ہے۔

✿ جس کا کان چیر دیا گیا ہو یا کاٹ دیا گیا ہو مگر نصف سے کم، اگر دونوں کانوں کا کچھ حصہ کاٹ

دیا گیا ہو اور دونوں کے کٹے ہوئے اجزاء کا مجموعہ نصف کے برابر ہو تو احتیاطاً اس کی قربانی نہ کی جائے، اگر کسی نے کر دی تو ہو جائے گی۔

قربانی کے لیے بھیڑ، بکری، دُنبہ کی عمر ایک سال اور اُونٹ کم از کم پانچ سال، گائے اور بھینس کی عمر دو سال ہونا ضروری ہے۔

- بھیڑ یا دُنبہ جس کی اُون کاٹ دی گئی ہو۔
- بکری جس کی زبان کٹ گئی ہو، بشرطیکہ چارہ بآسانی کھا سکتی ہو۔
- جلالہ اُونٹ، جسے چالیس دِن باندھ کر چارہ کھلایا جائے۔
- دُبلا جانور، جو بہت لاغر اور کمزور نہ ہو۔

مذکورہ بالا جانوروں کی قربانی جائز ہے، مگر مکروہِ تنزیہی ہے۔ مستحب یہ ہے کہ قربانی کا جانور تمام عیوب سے پاک ہو۔

- اگر قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کے لیے گراتے ہوئے کوئی عیب پیدا ہو جائے مثلاً ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ جائے یا سینگ وغیرہ ٹوٹ جائے یا ذبح کرتے ہوئے چھری ہاتھ سے چھوٹ کر آنکھ وغیرہ ضائع ہو جائے تو اس سے قربانی پر اثر نہیں پڑے گا، البتہ جانور کو گراتے وقت احتیاط کرنا چاہیے۔

قربانی کے متعلق متفرق مسائل:

- جس پر قربانی شرعاً واجب تھی اور قربانی کا جانور خرید لیا پھر اس کو ایامِ قربانی میں ذبح نہ کر سکا، تو قربانی کے ایام گزر جانے کے بعد اس کو دو اختیار ہیں:

❶ وہی جانور صدقہ کر دے، یا ❷ اس کی قیمت صدقہ کر دے۔

اور اگر غریب آدمی نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا پھر ایامِ قربانی میں ذبح نہ کر سکا، تو اس پر اس جانور کا صدقہ کرنا ہی واجب ہے۔ (ھندیہ: ۲۹۸/۵، احسن الفتاویٰ)

- جس پر قربانی شرعاً واجب تھی، ایام قربانی گزر گئے اور قربانی نہ کر سکا، تو متوسط درجہ کی بھیڑ یا بکری کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے۔ (احسن الفتاویٰ)

- کوئی شخص یہاں موجود نہیں ہے اور دوسرے شخص نے اس کی طرف سے بغیر اس کے کہنے یا خط لکھنے کے قربانی کر دی، تو یہ قربانی صحیح نہیں ہوئی۔ اور اگر کسی جانور میں کسی غائب کا حصہ بدوں اور اس کے اَمر کے تجویز کر لیا، تو اور حصہ داروں کی قربانی بھی صحیح نہ ہوگی۔

البتہ اگر غائب آدمی خط لکھ کر وکیل بنا دے، تو اس کی طرف سے قربانی کر سکتے ہیں۔ جن کے عزیز

رشتہ دار وغیرہ ایشیا کے کسی دُور کے شہر میں ہیں یا یورپ وامریکہ میں ملازم ہیں، اگر وہ لکھ دیں کہ ہماری طرف سے قربانی کردی جائے، تو ان کی طرف سے قربانی کرنے سے اَدا ہوجائے گی۔

قربانی کا گوشت کیسے تقسیم کیا جائے؟

افضل یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کرکے تقسیم کرے:

❶ اپنے گھر والوں کیلئے، ❷ رشتہ داروں کیلئے، ❸ فقراء ومساکین کیلئے۔

اگر گھر کے افراد زیادہ ہوں، تو تمام گوشت رکھنا بھی جائز ہے۔ (شامی: ۳۲۷/۶، بدائع: ۸۱/۶)

❁ جس جانور میں کئی حصہ دار ہوں، تو گوشت وزن کرکے تقسیم کیا جائے اندازہ سے تقسیم نہ کریں۔ (شامی: ۳۱۷/۶،۴)

❁ اگر کوئی شخص اپنی قربانی کا گوشت سارا کا سارا کسی اور کو کھلا دے خود کچھ بھی نہ کھائے، تو ایسا کرسکتا ہے۔ (کتاب الآثار)

❁ ایصالِ ثواب کے لیے قربانی کا گوشت خود بھی کھاسکتا ہے اور دوسروں کو بھی کھلاسکتا ہے۔

❁ اگر کسی نے قربانی کی نذر مانی اور وہ کام ہوجائے، تو قربانی واجب ہے اس کے گوشت سے خود نہیں کھاسکتا سارا فقراء اور مساکین کو کھلا دے۔

❁ قربانی کا گوشت فروخت کرنا حرام ہے۔ (بدائع: ۸۱/۶)

❁ قربانی کا گوشت غیر مسلم کو بھی دیا جاسکتا ہے۔

قربانی کی کھال اگر کسی دینی تعلیم کے مدرسہ اور جامعہ کو دے دے تو سب سے بہتر ہے، کیونکہ علم دین کا احیاء اور اشاعت سب سے بہتر ہے۔

حلال جانور کی سات حرام چیزیں:

حلال جانور کی سات چیزیں مکروہ تحریمی ہیں (یعنی ان کا کھانا جائز نہیں ہے):

❶ پیشاب کی جگہ (نَر و مادہ کی)، ❷ پاخانے کی جگہ، ❸ مثانہ، ❹ غدود (یعنی سخت گوشت)، ❺ خصیہ (کپورے)، ❻ پتّہ، ❼ بہتا ہوا خون (یہ تو قطعی حرام ہے)۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سات چیزوں کو ناپسند فرماتے تھے۔

اور یاد رکھیے! مکروہ تحریمی حرام کے قریب قریب ہوتا ہے، جو حکم کھانے کا ہے وہی کھلانے اور بیچنے کا بھی ہے، اس لیے بازار اور ہوٹل میں اس کی خرید وفروخت اور کھانا گناہ کبیرہ اور افسوسناک غلطی ہے۔

(مصنف عبدالرزاق: ۵۳۵/۴، ابی داود، سنن کبریٰ بیہقی: ۱۰/۷، فتاویٰ رحیمیہ: ۲۲۳/۲)

قربانی کے جانور کی کھال کے احکام:

❁ قربانی کی کھال کو قربانی کرنے والے کے لیے اپنے استعمال میں لانا، یا اپنے اہل وعیال کے استعمال میں لانا جائز ہے مثلاً جائے نماز، ٹوپی، جیکٹ، مشکیزہ، ڈول، دسترخوان، موزے، جوتا، دستانے وغیرہ بنا کر کوئی بھی چیز استعمال میں لانا بلاکراہت جائز ہے۔ (ہدایہ:۴/۴۵، درمختار:۶/۳۲۸)

لیکن قربانی کی کھال سے بنی ہوئی اشیاء کو کرایہ پر دینا جائز نہیں ہے مثلاً دسترخوان یا مشکیزہ وغیرہ کو کرایہ پر دینا۔ اگر کرایہ پر دیا ہے، تو ملنے والی کرایہ کی رقم کو صدقہ کرنا واجب ہے۔ (شامی:۶/۳۲۹، عالمگیری:۵/۳۰۱)

❁ فقراء ومساکین کو خیرات میں دینا مستحب ہے، واجب نہیں۔ (عالمگیری:۵/۳۰۰، بحرالرائق:۸/۱۷۸)

❁ قربانی کے جانور کا کوئی حصہ مثلاً گوشت، کھال، چربی، اُون، سری پائے، آنتیں وغیرہ کسی خدمت کے معاوضہ میں دینا جائز نہیں۔ اگر دے دیا تو اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔
(ہدایہ:۴/۴۵۰، عالمگیری:۵/۳۰۱، امداد الفتاویٰ:۳/۵۴۸)

❁ قربانی کے جانور کی رَسی، ہار، جھول، گھنگرو وغیرہ جو گلے یا پاؤں میں پڑے ہوئے ہوں، وہ بھی کسی کی خدمت کے معاوضے کے طور پر دینا جائز نہیں، ان چیزوں کو خیرات کر دینا مستحب ہے۔
(شامی:۶/۳۲۸، عالمگیری:۵/۳۰۰، عزیز الفتاویٰ)

❁ قربانی کی کوئی شے قصائی وغیرہ کو اس کی مزدوری کے عوض دینا جائز نہیں، اس کی مزدوری الگ سے دینی چاہیے۔ (ہدایہ:۴/۴۵۰، درمختار:۶/۳۲۸، بدائع:۶/۸۱، شامی:۶/۳۲۸)

❁ امام اور مؤذن کو حق الخدمت کے طور پر دینا جائز نہیں۔ البتہ حق الخدمت اور تنخواہ وغیرہ کے علاوہ ہر ایک کو دے سکتے ہیں، لہٰذا ان کو بھی دے سکتے ہیں۔ (بحرالرائق:۸/۱۷۸، درمختار:۶/۳۲۸، عالمگیری:۵/۳۰۱)

❁ قربانی کی کھال اگر کسی دینی تعلیم کے مدرسہ اور جامعہ کو دے دے تو سب سے بہتر ہے، کیونکہ علم دین کا احیاء اور اشاعت سب سے بہتر ہے۔

علماء کی بے قدری کرنا اور اُن کو گھٹیا سمجھنا کبیرہ گناہ ہے۔ (الزواجر:۱/۱۵۹)

کھال فروخت کرنے کی تین صورتیں ہیں:

1. اگر کھال روپے کے عوض فروخت کی ہے، تو اس رقم کا صدقہ کرنا واجب ہے۔
(ہدایہ:۴/۴۵۰، بدائع:۵/۸۱، امداد الفتاویٰ:۳/۵۵۱)

2. اگر کسی ایسی چیز کے عوض میں فروخت کی ہے جو باقی رہتے ہوئے استعمال میں نہیں آتی یعنی

اسے خرچ کیے بغیر اس سے فائدہ نہیں اُٹھایا جا سکتا مثلاً کھانے پینے کی چیزیں، تیل، پٹرول، رنگ، روغن وغیرہ، تو ان اشیاء کا بھی صدقہ واجب ہے، یہ فقراء و مساکین کا حق ہے کسی اور مصرف میں خرچ کرنا جائز نہیں۔

ان مذکورہ اشیاء کے بدلے قربانی کی کھال کو اس نیت سے فروخت کرنا کہ اپنے استعمال میں لے آئیں، مکروہ ہے، البتہ صدقہ کرنے کی نیت سے فروخت کرنے میں مضائقہ نہیں۔

(بحرالرائق:۸/۱۷۸، درمختار:۶/۳۲۸، عالمگیری:۵/۳۰۱)

③ قربانی کی کھال یا اس سے بنی ہوئی کسی شے کو ایسی چیز کے عوض بیچ دیا کہ جس کو باقی رکھتے ہوئے استعمال میں لایا جا سکتا ہے یعنی اس کو خرچ کیے بغیر اس سے فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے مثلاً کپڑے، برتن، فرنیچر کا سامان، کتاب، قلم وغیرہ، تو ان اشیاء کا صدقہ واجب نہیں بلکہ ان کا حکم بھی کھال کے حکم کی طرح ہے کہ خود اپنے استعمال میں لانا یا کسی دوسرے کو بلا معاوضہ ہبہ (تحفہ) کر دینا یا خیرات کرنا سب جائز ہے۔

اور اگر ان خریدی ہوئی اشیاء کو روپے یا کھانے، پینے اور خرچ ہونے والی اشیاء کے عوض فروخت کر دیا، تو حاصل ہونے والی قیمت کا صدقہ واجب ہوگا۔ (ہدایہ:۴/۴۵۰، بدائع:۵/۸۱، درمختار:۶/۳۲۸، امدادالفتاویٰ:۳/۵۷۳)

یاد رکھیے! کھال فروخت کرتے وقت قیمت میں جو پیسے ملے ہیں بعینہ وہی پیسے خیرات کرنا چاہیے۔ اگر وہ پیسے کسی کام میں خرچ کر ڈالے اور اتنے ہی پیسے اور اپنے پاس سے دے دیے، تو اچھا نہیں کیا مگر اَدائیگی ہوگئی۔

کھال کی قیمت کے صدقہ کا مصرف:

کسی کو مزدوری یا حق الخدمت کے طور پر بھی صدقہ نہیں دیا جا سکتا۔ (ہدایہ، درمختار، بحر، عالمگیری)۔

- زکوٰۃ اور دوسرے صدقاتِ واجبہ کی طرح اس صدقہ (یعنی کھال کی قیمت) کی اَدائیگی کے لیے بھی یہ شرط ہے کہ یہ کسی فقیر، مسکین کو مالکانہ طور پر دے دیا جائے، جس میں اس کو ہر طرح کا اختیار ہو، اس کے مالکانہ قبضے کے بغیر یہ صدقہ بھی اَدا نہ ہوگا۔ (درمختار:۲/۳۴۴، امدادالفتاویٰ:۲/۵۰)
- جس کی ملکیت میں اتنا مال ہو کہ جس سے زکوٰۃ یا قربانی واجب ہو جاتی ہے، وہ شرعاً مالدار ہے اسے یہ صدقہ دینا جائز نہیں۔ (ایضاً)
- نابالغ بچوں کا باپ مالدار ہے تو ان کو بھی یہ صدقہ (یعنی کھال کی قیمت) دینا جائز نہیں، البتہ باپ مالدار نہیں تو بچوں کو بھی دیا جا سکتا ہے۔ (درمختار:۲/۳۴۶)
- سیّد اور بنو ھاشم (یعنی حضرت علی، حضرت عباس، حضرت جعفر، حضرت عقیل یا حارث بن

عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد) کو یہ صدقہ (یعنی کھال کی قیمت) دینا جائز نہیں۔
(شامی:۲/۳۵۰،بحرالرائق:۲/۲۴۶،ہدایہ:۱/۲۰۶،امدادالفتاویٰ)

✿ اپنے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، پردادا وغیرہ (جن کی اولاد میں یہ خود ہے) کو اسی طرح اپنی اولاد، پوتے، پوتی، نواسے، نواسی وغیرہ (جو اس کی اولاد میں داخل ہے) کو یہ صدقہ (یعنی کھال کی قیمت) دینا درست نہیں۔ شوہر اور بیوی بھی ایک دوسرے کو نہیں دے سکتے۔ (ہدایہ:۱/۲۰۶،بحرالرائق:۲/۲۴۴)

ان کے علاوہ رشتہ داروں کو دینا جائز ہے، بشرطیکہ وہ مستحق زکوٰۃ ہوں بلکہ ان کو دینے میں دُوگنا ثواب ہے: ایک خیرات کا اور دوسرا اپنے عزیزوں کے ساتھ حسن سلوک کا۔ (شامی)

✿ یہ صدقہ (یعنی کھال کی قیمت) کافر کو نہ دیا جائے۔ (شامی:۲/۳۵۱،امدادالمفتین:۲/۴۶۴)

کھال سے متعلق متفرق مسائل:

✿ جس نے قربانی کی کھال خریدی ہو، وہ اس کا مالک ہو گیا اس میں ہر قسم کا تصرف کر سکتا ہے، خواہ اپنے پاس رکھے یا فروخت کر کے قیمت اپنے خرچ میں لائے۔ (امدادالفتاویٰ:۳/۵۷۵)

✿ قربانی کی گائے میں جو لوگ شریک ہوں، وہ کھال میں بھی اپنے اپنے حصے کے برابر شریک ہوں گے، کسی ایک شریک کو یہ کھال باقی شرکاء سے اجازت کے بغیر اپنے پاس رکھ لینا یا کسی دوسرے کو دے دینا جائز نہیں۔ (ایضاً)

✿ اگر ایک شریک باقی شرکاء سے ان کے حصے جو کھال میں ہیں خرید لے، تو اَب پوری کھال اپنے استعمال میں لا سکتا ہے۔ پھر اگر یہ شخص اس کھال کو روپے یا کھانے پینے کی اشیاء کے بدلے فروخت کرے گا تو قیمت کا ساتواں حصہ جو اس کا اپنا تھا اس کا تو صدقہ واجب ہوگا اور باقی چھ حصے جو شرکاء سے خریدے تھے ان کی قیمت کا صدقہ اس پر واجب نہیں اسے اپنے خرچ میں لانا درُست ہے۔ (ایضاً)

جو احکام کھال کے ہیں وہی جانور ذبح کرنے کے بعد اس کی اُون اور بالوں کے ہیں، اگر اُون اور بال فروخت کر دیے تو جو تفصیل کھال کی قیمت کے متعلق بیان کی گئی ہے وہی ان کی قیمت میں بھی ہوگی۔

اگر کسی شخص کی ساری یا اکثر آمدنی حرام کی ہو (مثلاً سودی بنک کا ملازم ہو) تو اس کو اپنے ساتھ قربانی میں شریک نہیں کرنا چاہیے۔ اگر شریک کیا، تو کسی کی قربانی نہیں ہوگی۔ عموماً اس بارے میں خیال نہیں رکھا جاتا اور جانچ پڑتال کے بغیر ہر ایک کو شریک کر لیا جاتا ہے۔

......(مأخذ)......

بہشتی گوہر	حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ
احکامِ عید الاضحیٰ وقربانی (جواہر الفقہ، جلد اوّل)	مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
آپ کے مسائل اور ان کا حل	شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ
قربانی کے احکام ومسائل	مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ تعالیٰ
مواعظ	شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا الشاہ حکیم اختر صاحب دامت برکاتہم
فلسفہ حج وقربانی	حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہٗ
قربانی اور ذوالحجہ کے فضائل ومسائل	حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہٗ (جامعہ دارالعلوم کراچی)
احسن المناسک	شیخ الحدیث حضرت مولانا زرولی خان صاحب مدظلہٗ
احکامِ ذی الحجہ اور قربانی کے فضائل ومسائل	حضرت مولانا مفتی محمد صاحب مدظلہٗ (دارالافتاء والارشاد کراچی)
احکامِ قربانی وعقیقہ	حضرت مولانا محمد عبدالقوی صاحب مدظلہٗ
مردوں کے ۳۰۰ فقہی مسائل	مرتب: اساتذہ مدرسہ بیت العلم (کراچی)
قربانی، فضائل ومسائل	مفتی ذوالفقار علی صاحب مدظلہٗ (جامعہ دارالقرآن فیصل آباد)

❁ ❁ ❁

خلاصہ یہ کہ جس شخص کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ (87.479 گرام) سونا یا ساڑھے باون تولہ (612.35 گرام) چاندی یا نقدی یا مالِ تجارت یا ضرورت سے زائد سامان (تین چیزوں میں سے کوئی ایک چیز) چاندی کے وزن مذکور کی قیمت کے برابر ہو یا مندرجہ بالا پانچ چیزوں میں سے دو یا دو سے زائد چیزوں کا مجموعہ وزن مذکور کے برابر ہو، تو قربانی اور صدقۃ الفطر واجب ہے اور ایسے شخص کے لیے زکوٰۃ یا صدقہ واجبہ لینا بھی جائز نہیں۔

قارئین سے گزارش اپنی حتی الوسع کوشش کی گئی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو، پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہِ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں دُرست ہو سکے۔ جزاک اللہ خیرا

اجمالی نظر

شعبہ جات

1. شعبہ حفظ
2. شعبہ ناظرہ
3. شعبہ صالحات (ترجمہ وتفسیر وغیرہ)
4. شعبہ سمر کورسز (بنیادی تعلیم برائے مرد وخواتین)
5. شعبہ ترجمہ وتفسیر (برائے مرد حضرات) Evening Class

★ اس سال سمیت فارغ ہونیوالی حافظات، عالمات وصالحات کی تعداد: **315**

★ شعبہ سمر کورسز سے فارغ ہونے والے شرکاء کی تعداد: **951**

★ تعلیم وتربیت میں مصروف اُساتذہ وعملہ کی تعداد: **8**

★ ہنگامی وتعمیری اخراجات کے علاوہ سالانہ مستقل خرچ تقریباً 2,80,000 (دولاکھ اسّی ہزار روپے) سے زائد ہے۔

★ جامعہ میں طلباء وطالبات کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر موجودہ جگہ میں کمی کو پورا کرنے کیلئے تعلیمی وتعمیری منصوبے جاری ہیں۔

★ ادارہ صرف اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر یہ تمام دینی خدمات انجام دے رہا ہے، جامعہ کا کوئی سفیر (نمائندہ) نہیں ہے۔اس کارِ خیر (مثلاً بجلی کے بل، اساتذہ کی تنخواہیں وغیرہ) میں خود اور اپنے حلقۂ احباب کے ذریعہ حصہ لینا یقیناً عظیم صدقہ جاریہ ہے۔اپنی اور اپنے احباب کی طرف سے کی گئی

قربانی کے جانوروں کی کھالیں، عطیات، زکوٰۃ اور دیگر صدقاتِ جاریہ وغیرہ

اَزخود جامعہ میں پہنچا کر ثواب دارین حاصل کیجیے۔

اور اپنی رقم یہاں بھی جمع کرواسکتے ہیں:

اکاؤنٹ نمبر :915136 بنام خالد محمود طاہر، میزان بنک سمن آباد برانچ فیصل آباد

سیٹلائٹ ٹاؤن عقب پیپسی کولا سمندری روڈ فیصل آباد

جامعہ محمودیہ (شعبہ تصنیف وتالیف) کی دیگر مطبوعات

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے مددگار فارم

اگر کوئی شخص ان کتب کو اپنے کسی پیارے کے ایصالِ ثواب کے لیے چھپوا کر مفت تقسیم کرنا چاہتا ہو تو رابطہ کر سکتا ہے۔

گھر بیٹھے دینی تعلیم، ترجمہ وتفسیر اور ناظرہ قرآن کی تعلیم کے لیے،

اور آن لائن شرعی مسائل کا حل (فتویٰ) کے لیے رابطہ فرمائیں:

رابطہ: 041-2405340 , 0333-8371934

E-Mail : khalidmehmood1432@gmail.com
Skype : khalidmehmood1432
Website : www.jamiamahmoodia.blogspot.com